❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت ہستی باری تعالیٰ

وقت 5-7 منٹ

”قبولیتِ دعا ہستی باری تعالیٰ کی زبردست دلیل ہے“

(مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرۃ:187)

کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

وقت کے رنگ پھر کیا سے کیا ہو گئے
سارے نمرود و فرعون ہوا ہو گئے
سطوت کجکلاہی ملی خاک میں
اور دیئے ہم فقیروں کے جلتے رہے

سامعین کرام! کچھ دنوں سے خاکسار اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلائل دے رہا ہے۔ اس ضمن میں 10 کے قریب تقاریر تیار ہو کر ویب سائیٹ پر آویزاں کر دی گئی ہیں۔ اِن میں سے ایک دلیل دُعا اور اس کی قبولیت کے حوالہ سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”قبولیتِ دعا ہستی باری تعالیٰ کی زبردست دلیل ہے“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 6) انہی الفاظ کو مَیں نے آج کی تقریر کا عنوان بنایا ہے۔ آج کی تقریر کو ”دُعا کی آنکھیں“ کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اُسے چاہئے کہ دُعا کرے۔ اِن آنکھوں سے وہ نظر نہیں آتا بلکہ دُعا کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 618)

دعا گو ایک تین حرفی لفظ ہے۔ لیکن اہمیت، برکات اور انعامات و افضال کے لحاظ سے ایک بہتا اور ٹھاٹیں مارتا سمندر اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جس طرح گہرے سمندر سے مہنگے موتی اور مونگے تلاش کرنے کے لئے غوطہ زن غوطے لگاتا اور گُھپ اندھیرے سمندر کی گہرائیوں سے قیمتی ہیرے جواہرات تلاش کرتا ہے اِسی طرح دُعا کرنے والا جب اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دنیا و مافیہا کے سب سے قیمتی ہیرے اللہ تعالیٰ کی تلاش کے لئے نکلتا ہے۔ نمازیں، نوافل، رات کی عبادات اور تسبیح و تحمید سے اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے تو دنیا کے سب سے قیمتی ہیرے کو وہ پالیتا ہے۔ سمندر کے ہیرے جواہرات اور اللہ جیسے قیمتی، بے مثل ہیرے میں فرق یہ ہے کہ سمندر کے ہیرے جواہرات کو تلاش کرنے والے کو اِن جواہرات تک خود پہنچنا پڑتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں اللہ بھی متلاشی کی طرف بڑھتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر مؤمن ایک قدم اللہ کی طرف بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو قدم متلاشی مؤمن کی طرف اُٹھاتا ہے۔ کیونکہ دُعا ایسی شئے ہے جو انسان اور خدا کے درمیان رابطہ کا کام کرتی ہے اور اُس رشتہ اور تعلق کو استوار کرتی ہے جو ازل سے خدا اور بندے کے درمیان قائم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی عظمت کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

”ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا

چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں... میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

اور دُعا کے حوالے سے آپؑ فرماتے ہیں:

"دُعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار الہامات کے ذریعہ یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دُعا کے ذریعہ سے ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوا کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں ہے۔ جو کچھ ہم پوشیدہ خدا سے مانگتے ہیں۔ خدا اس کو ظاہر کر کے رکھ دیتا ہے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 518)

سامعین! اوپر جو مضمون خاکسار نے بیان کیا ہے اس کی تصدیق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"دُعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اُس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کشش سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواصِ عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردہ کو چیرتا ہوا فنا کے میدان میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔"

سامعین! جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد "دُعا کی آنکھیں" کا تعلق ہے جن سے خدا کو دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ مضمون سورۃ الانعام کی آیت 104 میں یوں بیان فرمایا ہے۔ جس کا

ترجمہ یہ ہے کہ آنکھیں اس کو نہیں پاسکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اِس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"عوام النّاس سمجھتے ہیں کہ نظر آنکھ کی پُتلی سے نکل کر دور کی چیزوں کو دیکھتی ہے حالانکہ اِس آیت میں اس کا واضح ردّ ہے اور بتایا گیا ہے کہ روشنی خود آنکھ تک پہنچتی ہے اور یہی مضمون اللہ تعالیٰ کی بصیرت رکھنے والوں پر صادق آتا ہے۔ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ خود خدا تعالیٰ کو اپنے دل کی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ ہاں! خدا جب خود چاہے تو اپنے نیک بندوں پر ظاہر بھی ہوتا ہے"

(ترجمۃ القرآن صفحہ 225)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ:

"انسان اپنے علم کے زور سے اُسے نہیں دیکھ سکتا مگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کے پاس آکر جلوہ گر ہوتا ہے اور اس طرح انسان کو اس کی رؤیت ہوتی ہے۔"

(فٹ نوٹ زیر آیت سورۃ الانعام:104)

یہ تمام کام دن رات کی آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں کے پانی سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابھی دُور کی بات نہیں۔ پاکستان میں ایک مطلق العنان جابر حکمران جنرل ضیاء الحق کی سیاہ کاریوں کی سیاہی ابھی نہیں سوکھی کہ آج بھی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ پاکستان میں کلاشنکوف کا کلچر ضیاء کی دین ہے۔ دہشت گردی، فرقہ واریت اِسی کی پیداوار ہے۔

کسی نے اِس ڈکٹیٹر کو مخاطب ہو کر کہا کہ

جان تیری نوں رونے پئے آں
آج بھی لاشاں ڈھونے پئے آں

یہی وہ شخص تھا جس نے جماعت احمدیہ کو اسلام کے لئے کینسر قرار دیا تھا اور یہ اعلان کیا تھا کہ مَیں اِس کو نکال باہر پھینکوں گا۔ یہی وہ شخص تھا جس نے جماعت احمدیہ میں خلافت جیسے مبارک نظام کو ختم کرنے اور کروانے کی کوششیں کیں۔ یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو قید کر کے جیل میں ڈالنے کے اشارے دیئے اور یہی وہ شخص تھا جس نے حضور رحمہ اللہ کو بیرون ملک جانے سے روکنے کے احکامات جاری کر رکھے تھے۔ مگر حضورؒ اور احباب جماعت کی دعاؤں سے ہم نے زندہ خدا کو زمین پر اُترتے اور اِس شیطانی صفت اِس شخص کو اپنی گرفت میں لیتے دیکھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اِس کو للکارا اور سات دن کے اندر اندر اِس کو اللہ تعالیٰ نے ہوا میں اُڑا دیا اور اس کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا گیا۔ وہ گو ظاہری طور پر مسجد فیصل اسلام آباد کے احاطہ میں مدفون ہے۔ مگر اِس کی خاک کے ساتھ امریکی سفیر اور رافیل کے کُتے کی خاک بھی موجود ہے۔ جہاں اِس جابر مطلق العنان کی قبر ہے وہاں اِس چوک کو "جبڑا چوک" کا نام دے دیا گیا کہ اس قبر میں صرف اس شخص کا جبڑا دفن ہے۔ اِسی پر بس نہیں بلکہ جہاں اس فرعون آخر الزماں کا دریائے ستلج کے قریب بستی لال کمال پر اس کا محفوظ ترین جہاز ہوا میں اُڑا اور ملبہ جہاں گرا وہ تقسیم ہند سے قبل شمشان گھاٹ تھی جہاں ہندو اپنے مُردے جلایا کرتے تھے۔ یہ تھا اِس کا بے ہانک انجام جس نے احمدیت کو کینسر قرار دیا۔ خدا نے اِس کا خاتمہ ایسا کیا کہ اس کو طبعی موت نصیب نہ ہوئی اور حضورؒ کے الفاظ کہ خدا اِسے ہوا میں اُڑا دے گا پورے ہوئے۔

"پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اُٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اِس کے بعد آج تک وہ اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اِسی مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے بارہ میں مرزائیت سے بریّت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کے ایماء پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتاب کو ضبط کیا۔ مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا۔ بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی اِمداد اور اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈوبتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اِس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب اُنہوں نے پاکستانی عوام کے دِل جیت لئے ہیں اور اب وہ تاحیات پاکستان کے وزیر اعظم رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریّت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اِقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اِس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے وہ پوری قوم کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور 13 دسمبر 1982ء)

سامعین! ہم نے زندہ خدا کی خدائی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دَور میں بارہا دیکھا کہ دعاؤں کی قبولیت سے خدا نے اپنی خدائی کے جلوے دکھلائے جیسے ایک طالب علم عبدالکریم کے نام سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان آیا تھا۔ جسے ایک باؤلے کتے نے کاٹ کھایا۔ جس سے وہ خود پاگل ہو گیا۔ اُس کو علاج کی غرض سے رسولی بھجوایا گیا۔ جہاں سے ڈاکٹرز نے غور و خوض کے بعد یہ تار بھجوائی کہ

Sorry, nothing can be done for Abdul Karim

کہ افسوس! عبدالکریم کے لئے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور عبد الکریم صحت مند ہوا اور اُن صحابہ نے جو اُس وقت موجود تھے زندہ خدا کو دیکھا اور زندہ خدا کی گواہی دی۔

سامعین! قبولیت دعا کے ذریعہ خدا کی خدائی کا ایک واقعہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری سے سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"حیات بقاپوری کے انگریزی ایڈیشن کی اشاعت کا خیال تھا۔ جس کا انگریزی ترجمہ مکرم ماسٹر محمد علی صاحب بی اے۔ بی ٹی نے کیا تھا۔ اس ترجمہ کے متعلق بعض بزرگان کی رائے تھی کہ چونکہ یہ کتاب یورپ و امریکہ میں بھیجنی ہے۔ اس لئے، اگر اس ترجمہ پر مکرم اخوند عبد القادر صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ نظر ثانی فرمالیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ انہیں انگریزی میں اعلیٰ دسترس ہے۔ اتفاق سے اسی شام کے وقت اخوند صاحب موصوف میرے مکان پر تشریف لائے اور اپنے بیٹے کے متعلق فرمایا کہ اس سال اس نے بی۔ اے کا امتحان دینا ہے۔ اس کی اعلیٰ نمبروں پر کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ مَیں نے جان لیا کہ یہ تقریب اللہ تعالیٰ نے میری کتاب کے ترجمہ کی نظر ثانی کے لئے پیدا فرمائی ہے اور وہ اپنے فضل و کرم سے اس کے لڑکے کو بھی کامیاب فرمائے گا۔ مَیں نے اخوند صاحب موصوف سے وعدہ کیا کہ مَیں آپ کے لڑکے کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ دعا کروں گا۔ لیکن میرا بھی ایک کام ہے۔ وہ آپ سرانجام فرمادیں اور بتایا اس پر انہوں نے فرمایا۔ پرسوں آپ کی کتاب لے جاؤں گا اور دعا کا نتیجہ بھی جو ظاہر ہو اسن جاؤں گا۔ مَیں نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ نوازی فرماتے ہوئے اطلاع دی کہ "وہ اعلیٰ نمبروں پر پاس ہو جائے گا۔" دوسرے دن اخوند صاحب بھی آگئے۔ انہیں یہ خوشخبری سنائی گئی اور وہ خوش خوش میری کتاب بھی لے گئے۔ الحمدللہ نتیجہ نکلنے پر ان کا لڑکا کامیابی میں اول نمبر پر آیا اور میری کتاب کا ترجمہ بھی شاندار طور پر مقبول ہوا۔ چنانچہ یہ کتاب جلسہ سالانہ 1956ء پر شائع ہوئی اور زبان دانی کے لحاظ سے اس کی انگریزی ہائی نکلی۔ فالحمدللہ۔"

(حیات بقاپوری حصہ سوم صفحہ 121-123)

سامعین! اِسی طرح لکھتے ہیں کہ جون 1957ء کا واقعہ ہے کہ

"عزیز قاضی لئیق احمد کا خط نیروبی افریقہ سے آیا کہ جولائی 1957ء میں میرا سالانہ امتحان ہونے والا ہے۔ خاص کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مَیں نے اس کے لئے متواتر کئی دنوں تک دعا کی۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ لئیق احمد اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوگا۔ مَیں نے یہ خوش خبری اس کو لکھ کر بھیج دی۔ جو بروقت اُسے مل گئی۔ بعد امتحان و ظہور نتیجہ اس کی طرف سے مندرجہ خط ملا۔

امید ہے۔ آپ بفضلہ تعالیٰ بخیریت و عافیت سے ہوں گے۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مَیں امتحان میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ آپ نے شروع میں ہی مجھے اپنی قبولیت دعا کی بشارت دے دی تھی۔ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ کہ ایسا ہی ہوا۔ یہ دو سال کا کورس تھا۔ جو مَیں نے ایک سال میں ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ پھر مَیں دوران امتحان میں بعارضہ انفلوئنزا بیمار رہا۔ اس کے باوجود میرا پاس ہو جانا اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے جو سراسر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خاص توجہ اور آپ جیسے بزرگان کرام کی دعاؤں کے طفیل ہے۔"

(حیات بقاپوری حصہ سوم صفحہ 126-128)

قبولیتِ دعا کے ذریعہ خدا کے وجود کی گواہی کے لئے ایک اور واقعہ پیش ہے۔

"چوہدری حمید اللہ خان صاحب کے لئے امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی تھی۔ انہوں نے ایل ایل بی کا امتحان دیا تھا۔ اثناء دعا القاء ہوا کہ

"اگر وہ تمہارے مکان پر آجائے تو کامیاب ہوگا۔"

بات دراصل یہ تھی کہ 30 کی صبح کو جبکہ مَیں مکرم ظہور احمد صاحب باجوہ کے مکان پر گیا تھا اور چوہدری صاحب بھی وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں ہی آپ نے مجھے دعا کے لئے کہا۔ جس کا مَیں نے وعدہ کر لیا تھا۔ مگر الٰہی منشاء یہ تھا کہ انہیں میرے مکان پر آنا چاہئے چنانچہ اس کی اطلاع چوہدری صاحب کی ہمشیرہ کے ذریعہ انہیں بھجوا دی۔ جس کے بعد وہ تین دفعہ میرے مکان پر آئے۔ 6 اگست کو نتیجہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چوہدری صاحب کامیاب رہے۔ فالحمدللہ۔"

(حیات بقاپوری حصہ سوم صفحہ 131)

سامعین! مکرم حافظ عبد الرحمٰن بٹالوی حضرت مولوی شیر علی صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مولوی شیر علی صاحب کا معمول تھا کہ یونیورسٹی کے امتحانات جب شروع ہوتے تھے تو حضرت مولوی صاحب بلاناغہ روز تشریف لاتے اور لڑکوں کی معیت میں نہایت الحاح سے دعا کرتے پھر تمام لڑکے ہال میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب دعا کر کے آرہے تھے کہ ہائی سکول کے بورڈنگ کے قریب ملے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! میری بچی حفیظۃ الرحمٰن نے ایف اے فلاسفی کا امتحان دینا ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ تو وہ شفقت کا پیکر بغیر کچھ جواب دیئے میرے ساتھ ہو لیا اور دوبارہ ہائی سکول کے برآمدہ میں پہنچ کر میری بچی کے لئے لمبی دعا کی۔ آپ پر خاص رقّت کی کیفیت تھی۔ دعا کے بعد فرمایا کہ آپ کی بچی کامیاب ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ فلاسفی میں ضلع گورداسپور بھر میں فرسٹ آئی۔"

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب صفحہ 234)

مکرم عبد المجید صاحب سیال حضرت مولانا شیر علی صاحب کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

"غالباً 1943ء کا ذکر ہے کہ مجھے میٹرک کے امتحان میں شریک ہونا تھا۔ ہم 5-6 ماہ کا طویل عرصہ بے حد مصروف گزر جانے کے باعث میری ہمت جواب دے رہی تھی اور مَیں عجیب قسم کی ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا۔ ان دنوں میری رہائش "بیت الظفر" کوٹھی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب (دارالانوار قادیان) میں تھی اور حضرت مولوی صاحب Guest House میں ترجمۃ القرآن کا کام کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کے ساتھ قرابت نیز مہربانی و تلطّف کے تعلق خاص کی وجہ سے ان کو میرے تمام حالات کا بخوبی علم تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ مَیں میٹرک کے امتحان میں ضرور شریک ہوں۔ چنانچہ آپ کے ہمت دلانے پر مَیں نے لیٹ فیس کے ساتھ داخلہ بھیج دیا۔ آپ نے مجھے تاکید فرمائی کہ جب پہلا پرچہ ہو جائے تو مجھے بتانا کیسا ہوا ہے مَیں ان شاء اللہ دعا کروں گا۔ تم بغیر کسی فکر کے دلجمعی کے ساتھ امتحان دیتے جاؤ۔ جب مَیں انگلش کا پرچہ دے کر آیا تو نہایت مایوسی کے لہجہ میں حضرت مولوی صاحب سے ذکر کیا کہ صرف دو چار نمبر کا پرچہ کر سکا ہوں۔ آپ اس وقت اپنے گھر کے چبوترہ پر تشریف فرما تھے۔ میری کارگزاری سن کر مسکرائے اور فرمایا۔ مَیں نے تمہارے لئے خاص دعا کی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ "مجید کو کہو کہ پرچوں پر رول نمبر تو لکھ آئے۔ باقی ذمہ داری ہم لے لیں گے۔" نیز یہ بھی فرمایا جب تک نتیجہ نہ نکلے اس بات کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے تمام پرچے نہایت ہی خراب ہوئے تھے جن میں سے کسی ایک میں بھی کامیابی کی امید نہ تھی۔ لیکن میری حیرانی کی حد نہ رہی جب میٹرک کا نتیجہ نکلا تو میں 444 نمبر لے کر سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔"

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب صفحہ 253-254)

سامعین! ایک واقعہ سُنا کر مَیں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

"اکتوبر 1899ء میں حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب جالندھری نے ایف اے امتحان پرائیویٹ طور پر دینے کا ارادہ کر لیا اور چھ ماہ میں نصاب کی بعض کتب پوری اور بعض قریباً نصف کتب کی تیاری کر لی۔ عربی نصاب بھی دیکھا۔ اس کی تیاری بھی آپ خود ہی کرتے تھے۔ کوئی پڑھانے والا نہ تھا۔ اس کا منظوم حصہ ایسا مشکل تھا کہ آپ کو سمجھ نہیں آتا تھا اور بوجہ نو احمدی ہونے کے زبان عربی سے زیادہ رابطہ بھی نہیں ہوا تھا۔ آپ نے جناب الٰہی میں گریہ وزاری سے دعا کی۔ اے مولا کریم! مَیں نو احمدی ہوں۔ اکثر لوگ نو واردوں سے نیک سلوک کرتے ہیں۔ عربی نصاب میں سے جو سوال آنا ہے مہربانی کر کے مجھے بتا دے چنانچہ خواب میں آپ کو وہ پرچہ دکھایا گیا۔ بعد بیداری آپ کو قافیہ کے الفاظ یاد رہ گئے چنانچہ آپ نے یہ حصہ اچھی طرح ازبر کر لیا بلکہ دیگر دوستوں کو بھی بتا دیا۔ بعد امتحان دعا کی کہ یا الٰہی! میری تیاری مکمل نہ تھی از راہِ کرم مجھے کامیاب کر دے تو خواب میں آپ کو آواز آئی محمد خاں افضل خاں نتیجہ امتحان پھر دوسری مرتبہ الہام ہوا "سبع معلقہ" جس کا آپ نے حضرت مسیح موعودؑ سے ذکر کیا۔ حضورؑ نے فرمایا تم پاس ہو جاؤ گے۔ مگر زیر تجویزہ کر پاس ہو گے۔ کیوں کہ سال کا لفظ تکمیل کو چاہتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ زیر تجویزہ کر ایف اے میں پاس ہو گئے۔"

(اصحابِ احمد جلد ہفتم صفحہ 26)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھیں کہ وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔

وہ آج بھی اپنے مسیح سے کیے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازرہا ہے۔ جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا...... پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 354)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡